B.A. Part II
Page - I
Paper III
Section - poetry
Date - 28.07.20

Topic - Masnawi "Sahrulbayan" Ka Tanqueedi Jayeza

مثنوی "سحر البیان" کا تنقیدی جائزہ

صنفِ مثنوی کا ذکر آتے ہی میر حسن کی "سحر البیان" کا نام ضرور آتا ہے۔ چونکہ یہ مثنوی ان کے کمالِ شاعری اور زبان دانی کا نچوڑ ہے، مثنوی سحر البیان کی شاعرانہ خوبیوں کا احساس خود میر حسن کو بھی رہا ہے۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اس مثنوی کے نئے انداز بیان اور طرز اظہار کی طرف اشارہ کیا بلکہ اسے ایک نئے طرز کا کارنامہ قرار دیتے ہوئے سحر البیان بھی کہا تھا۔ ایک جگہ وہ یہ کہتے ہیں کہ

رہے گا جہاں میں مرا اس سے نام
کہ ہے یادگارِ جہاں یہ کلام

اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ دعویٰ درست ہے۔ "سحر البیان" کا لطف اور اس کی دلکشی اب بھی قائم ہے۔ اور لوگوں میں یہ مثنوی مقبول ہے۔ یہ مثنوی "سحر البیان" کے اسلوب اور انداز کی بات ہوئی۔ لیکن مثنوی کے جو اجزائے ترکیبی روایتی طور پر بیان ہوتے رہے ہیں۔ ان کے اعتبار سے بھی یہ مثنوی قابلِ تعریف ہے۔ پہلے تمہید کو لیجئے۔ حمد و نعت کے بعد شاہزادہ بے نظیر کی پیدائش کا قصہ شروع ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش پر باغ آراستہ کیا جاتا ہے۔ شاہزادہ اس باغ محلات میں تعلیم و ہنر سیکھنے جاتا ہے۔ مرقع نگاری کا یہ حال ہے کہ ہر کیفیت کو اس کی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر کے میر حسن نے اپنی قوت مشاہدہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

سحر البیان میں پلاٹ نگاری کا بہترین نمونہ ملتا ہے۔ تفصیل کے باوجود اشعار بے ربط نہیں ہوتے۔ مثنوی کی جو لازمی خصوصیت ہے یعنی ایک شعر کا دوسرے شعر سے مربوط ہونا۔ وہ یہاں پوری طرح موجود ہے۔ کسی ملک کے بادشاہ کے اولاد نہ ہونا، نجومیوں، پنڈتوں اور رمالوں کا بلایا جانا کہ کافی منتوں اور مرادوں کے بعد شاہزادہ بے نظیر کا پیدا ہونا اس کے کھیلنے کودنے اور تفریح و ترتیب کے لئے باغ کا آراستہ ہونا، پھر شاہزادہ کا چند برسوں میں تمام علوم و فنون میں طاق ہونا، پری کا اس پر عاشق ہونا اور اسے اڑا لے جانا، بدر منیر اور نجم النساء کی داستان، آخر کار تمام معاملات کا سلجھ جانا اور شہزادے کا خوشی خوشی گھر واپس آکر شادی کرنا اور خوش و خرم زندگی گزارنا، یہ ساری باتیں اس ترتیب کے ساتھ بیان کی گئی ہیں کہ کہیں کسی بے ربطی اور خلا کا احساس نہیں ہوتا۔ میر حسن خود ہی کہتے ہیں کہ

نہیں مثنوی ہے یہ اک پھلجھڑی
مسلسل ہے موتی کی گویا لڑی

اس میں شک نہیں کہ تمام واقعات نہ صرف ایک دوسرے سے مربوط ہیں بلکہ اپنے مخصوص پس منظر میں ابھرتے ہیں، اور مثنوی کے ارتقاء میں ناگزیر معلوم ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے تعمیر و ربط کے بارے میں میر حسن کی مہارت اور فن کاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

سحر البیان کی کردار نگاری خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کے ہیرو بے نظیر کے علاوہ بدر منیر

اور نجم النساء کے کردار اہم ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ یہ سارے کردار نہ صرف انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔ اپنے عہد کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ بے نظیر ایک بے حوصلہ اور کمزور نوجوان ہے۔ جو اپنے عہد کے عام نوجوانوں اور شہزادوں سے ملتا جلتا ہے۔ اگرچہ اس کی بہادری کی تعریف شعر میں ملتی ہے مگر وہ عورتوں کی طرح روتا اور ناراض ہوتا ہے۔ جادو، ٹونے، گنڈے، تعویذ اور منتروں کا سہارا لیتا ہے۔ مصیبتوں سے گھبرا کر حوصلہ کھو دیتا ہے۔ اور آخر کار دوسروں کی مدد سے حالات پر قابو پاتا ہے۔ وہ عاشق مزاج بھی ہے اور اپنے عہد کے شہزادوں کی طرح حسن پرست بھی۔ مجموعی طور پر وہ مردانگی کا کوئی نقش قاری کے ذہن پر نہیں چھوڑتا۔ اس کا کردار بے حد پھیکا، کمزور اور بے جان ہے۔ اس کے مقابلے میں مثنوی کی ہیروئن بدر منیر کا کردار جاندار ہے۔ وہ عورتوں کی بعض نمایاں خصوصیات اپنے اندر رکھتی ہے۔ وہ وفا پرست ہے اور اپنی محبت میں کسی غیر کو شریک کرنا نہیں چاہتی۔ اس کی سراپا نگاری میں بھی اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ وہ مثنوی کی ہیروئن ہے۔

اس مثنوی میں بے نظیر ہیرو اور بدر منیر ہیروئن سے زیادہ نجم النساء کا کردار جاندار متحرک اور حساس ہے۔ وہ قصے کی ہیروئن نہ ہوتے ہوئے بھی پورے قصے پر چھائی ہوئی ہے۔ حالات کو سمجھتی ہے اور ان کے مطابق فیصلے کرتی ہے۔ وہ بدر منیر کی طرح صرف آہ و زاری سے کام نہیں لیتی۔ بلکہ جب شہزادہ بے نظیر گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کی رہائی کے لئے باقاعدہ تدبیر بھی کرتی ہے۔ اور کامیابی بھی حاصل کرتی ہے۔

کردار نگاری میں جذبات نگاری کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میر حسن کامیاب ہیں۔ فراق یار میں بدر منیر کی کیفیت دیکھئے جذبات نگاری قابل تعریف ہے۔

خفا زندگانی سے ہونے لگی ۔ بہانے سے جا جا کے سونے لگی۔

مثنوی "سحر البیان" میں میر حسن نے مظاہر قدرت اور مناظر فطرت کی آمیزش سے حالات کے دوران اپنی قادر الکلامی کا کمال دکھایا ہے۔ اپنے عہد کے لکھنؤ کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی کی ترجمانی میں بھی انہوں نے کمال قدرت کا مظاہرہ کیا ہے کہ لکھنؤ کی معاشرت کی جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ اور مسلمانوں کے دور آخر میں سلاطین و امراء کے یہاں جو محفلیں ایسے موقعوں پر آراستہ ہوتی تھیں۔ اور جو معاملات پیش آتے تھے بعینہ اس کا چربہ اتارا ہے۔ محفل عیش و طرب کا نقشہ پیش کیا ہے۔ قانون، بین، رباب، طبلہ، مردنگ، چنگ، طنبورہ، منہ چنگ، ستارہ، جھانجھ اور قرنا وغیرہ آلات موسیقی کے یہ تمام آلات اس عہد میں زیر استعمال تھے۔ بے نظیر کی ولادت کے موقع پر اظہار مسرت کا ایک پہلو یہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

لگے بجنے قانون و بین و رباب ۔ بہار ہر طرف جوش عشرت کا آب

تلی تھاپ طبلوں پہ مردنگ کی ۔ صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

خلاصہ یہ کہ مثنوی کا ہر پہلو میر حسن کی گہری نگاہ ہے۔ باغ کی سجاوٹ، سائبان، رسم میں نو رنگ برتنے ہوؤں کی تفصیل موجود ہے۔ شادی بیاہ کا موقع آتا ہے تو اس سے متعلق تمام رسوم و روایات شاعر کے پیش نظر دکھتا ہے۔ اسے کبھی کبھی یہ احساس ہوتا ہے کہ میر حسن کا قصہ سنانے سے زیادہ معاشرے کی تصویر دکھلانا چاہتے ہیں۔ جس میں عیش کوشی، آرام طلبی، تکلف پسندی اور نمائش بیجا کے میلانات حاوی ہیں۔ بعض ناقدین نے مثنوی "سحر البیان" کے ایجاز و اختصار کو بھی اسی کا ہنر اور وصف قرار دیا ہے۔